Al-Qawārīr- Vol: 01, Issue: 04, Sep-2020

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
www.al-qawarir.com

صنفی مساوات کے اسلامی اور مغربی اصولوں کا موازنہ

A Comparison of Islamic and Western Principles of gender equality

Dr. Aurang Zaib*
Assistant Professor: Department of Comparative Religion, Federal Urdu University, Karachi.

Version of Record
Received: 02-Nov-19 **Accepted**: 10-Nov-19
Online/Print: 14-Aug-20

ABSTRACT

The Human is a word that applies to both men and women equally; therefore, there should be uniformity in functioning and responsibilities in both genders. The various laws enacted for equality of rights can be intuitively understood as the case cannot be equal in every respect, so in some cases the exception of the difference between men and women is indispensable. But what should be their discount and what are the limits?

In this case, different principles have been formulated in different societies, cultures and religions, in which the principle of the Islam and the west are of major importance in the context of the present.

In the context of this discussion and assumption, we use the teachings of the Qur'an and sunnah in our proposed research paper, and especially the fundamental philosophies and teachings of the Divine religions, and after reviewing the idea given by western thinkers In this context, a comprehensive research paper on the above subject will be written in critical and comparative review of the Western ideology, making full use of ancient and modern sources.

There is a misconception that Islam believes in gender discrimination because daughter was given half of the part as compare to the son in inheritance. But it is the only case while there are no of cases where a female was given the equal, more than a male part or in some cases a female was given the part and male was deprived. In this paper we try to highlight the no of cases with example to refute gender discrimination in Islam. While for the case where a female was given the half a series of logical arguments regarding the responsibilities of male because why he was receiving the double are discussed.

Keywords: *Men*, *Women*, *Gender*, *Equality*, *West*, *Muslim*, *Function*, *Responsibility*.

انسان ایک ایسا کلیہ ہے کہ جس کا اطلاق اس کے دونوں افراد و اصناف مرد و زن پر یکساں ہوتا ہے تو ان کا فطری نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ ان کے حقوق میں بھی مماثلت ہو لیکن فی الواقع ایسا ہونا فطرت کے موافق نہیں کیونکہ ان دونوں اصناف کے حقوق میں مساوات کے لیے وضع کیئے گئے مختلف قوانین سے بدیہی طور پر سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ معاملہ ہر لحاظ سے برابر نہیں ہو سکتا، لہٰذ کچھ امور میں مرد و زن کے مابین مختلف الصنف ہونے کی رعایت ناگزیر ہے۔ لیکن یہ رعایت کس قدر ہونی چاہیے اور اس کے حدود و قیود کیا ہوں ؟ اس معاملے میں مختلف معاشروں، تہذیبوں اور مذاہب میں مختلف اصول وضع کیئے گئے ہیں جن میں عہدِ حاضر کے تناظر میں اسلام اور اہلِ مغرب کے اصولوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

اسلامی اور اہلِ مغرب کے صنفی مساوات کے سلسلے میں وضع کردہ قواعد میں بنیادی فرق حقوق و فرائض نیز افعال و ذمہ داریوں میں تقسیم ہے۔ اسلامی اعتبار سے مرد و عورت میں فطری طور پر تخلیقی لحاظ سے فرق، ان کے جملہ امور میں مساوات و برابری کے منافی ہے۔ لہٰذا، اس اعتبار سے کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق حقوق میں مساوات کا مطلب مرد و عورت کے علیحدہ علیحدہ افعال اور ذمہ داریوں سے متعلق یکساں طور پر بازپُرس ہے کہ جس طرح مرد اپنی معاشرتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا پابند ہے اسی طرح عورت بھی اپنی طے شدہ ذمہ داریوں کے لیے جواب دہ ہے۔ جبکہ اہلِ مغرب کے اصول کے مطابق مرد و عورت جملہ افعال و ذمہ داریوں میں یکسانیت رکھتے ہیں اور یہی تصور دراصل ان کے ہاں حقوق میں مساوات کہلاتا ہے۔ بظاہر یہ بات کتنی ہی بھلی کیوں نہ ہو لیکن عملی طور پر اس تصوّر سے عورت بہت سے مسائل کا شکار ہو رہی ہے۔ ان مشکلات کے حل کے لیے مغربی اصولوں کے مطابق مرد و زن میں ہر اعتبار سے مساوات ہے کے اصول پر جتنی بھی تدابیر اختیار کی گئیں تو نئے مسائل فوراً یا تاخیر سے سامنے آتے رہے۔ اہلِ مغرب کے صنفی مساوات کے تصوّر کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں صنفی مساوات کی تاریخ اور ارتقاء کو جانا جائے۔

مغرب میں صنفی مساوات کا نظریہ اور اس کا ارتقائی سفر:

(Gender Equality) دراصل دو الفاظ سے مرکب ہے ایک (Gender) اور دوسرا (Equality) ، پہلے لفظ (Gender) کو چودھویں عیسویں میں مذکر و مؤنث نیز فطرت کے معنیٰ میں مستعمل رہا بعد ازآں یہ بطور اصطلاح انسان کی جنس کے لیے استعمال ہونے لگا۔([1])

جبکہ (Equality) کے معنیٰ مساوات کے بقدر یعنی یہ لفظ مکمل ہر اعتبار سے یکساں درجے کے مساوات کے لیے محاورتاً بولا جاتا ہے لیکن حقیقت میں مکمل مساوات سے کچھ کم درجے کے لیے موضوع ہے۔([2])

لیکن (Gender Equality) یعنی صنفی مساوات انگریزی لغت کے اعتبار سے بطور اسم مستعمل ہے ۔(Kalleberg,A.L) اور (Rosenfeld,R.A) صنفی مساوات کا اصطلاحی معنیٰ ہوں بیان کرتے ہیں۔

''صنفی مساوات ایک سیاسی تصور ہے جو مرد و زن میں برابری پر زور دیتا ہے۔ صنفی مساوات عورت اور مرد کو زندگی کے حقوق اور ذمہ داریوں الغرض زندگی کے تمام شعبوں میں لطف اندوز ہونے کا یکساں مواقع مہیا کرتا ہے۔''([3])

جبکہ سویڈن کے جنسی مساوات کے لیے قائم تنظیم (Includegender) نے اپنی ویب سائٹ میں صنفی مساوات کی اصطلاح یوں بیان کی۔

"(صنفی مساوات) ایسی حالت ہے کہ جس میں حقوق یا مواقع تک رسائی جنس (مرد وزن ہونے) سے متاثر نہ ہو۔" ([4])

اہلِ مغرب کے نظریہ کی وضاحت: اہل مغرب کے نظریہ مساوات کو دو نقاط میں یوں بیان کر سکتے ہیں کہ (۱) عورتوں اور مردوں میں معاشرتی اور معاشی اعتبار سے مکمل مساوات (۲) ہر شعبے میں مرد وزن کا آزادانہ اختلاط۔ شقِ اول کے حصول کے لیے متوازی ہر شعبے کو علیحدہ علیحدہ مرد و عورت کے لیے قائم کرنا مالی اعتبار سے گراں تھا لہٰذا شقِ ثانی کو بطور حلِ مسئلہ اس نظریہ کا حصہ بنایا گیا۔ لہٰذا جملہ شعبہ جات میں مرد وزن مخلوط طور پر شریک ہو کر معاشرتی و معاشی اعتبار سے مساوی حقوق کے حامل ہونگے۔ اب ایک گھر میں گھر داری، بچوں کی کفالت سے لے کر صنعت و حرفت، تعلیم، اکتساب سمیت ملکی منصوبابندی، سیاست و عسکریت جیسے شعبوں میں بھی دونوں اصناف مساوی حقوق کے حامل ہونگے۔ ([5])

اہلِ مغرب کے لیے تیرویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی کے درمیان ایک طرف صنعتی انقلاب نے ترقی اور خوشحالی کے لیے امید کی کرن پیدا کی تو دوسری طرف امریکہ، آسٹریلیا کی دریافت اور نوآبادیاتی کالونیوں میں مصنوعات کے مطالبے نے انسان کو معاشی استحکام کے لیے اپنی انسانی اقدار کو فراموش کر کے ایک انسانی وسائل کے تناظر میں پیش کیا، جس کا لازم نتیجہ یہ نکلا کہ انسان انفرادیت کی طرف مائل ہوا اور یہ تصور عام ہونے لگا کہ اگر انسان کو مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی پابندیوں سے آزادی دلائی جائے تو وہ ہمہ وقت اپنی صلاحیتیں صنعت و پیداوار میں صرف کر کے ملکی ترقی کے لیے نہایت ہی اہمیت کا حامل ہو سکتا ہے، لہٰذا اس نظریے سے عام طور پر انفرادیت کا تصور مستحکم ہوتا رہا۔ پھر اس انفرادیت کی دوڑ میں اگر عورت قدیم طریقے کے مطابق گھر بیٹھی رہتی جبکہ مرد گھریلو ذمہ داریوں سے دستبردار ہو کر شب و روز صنعت و حرفت کے میدان میں سرگرمِ عمل ہوتا اور وہیں بغیر کسی اخلاقی و معاشرتی و مذہبی قیودات کے جنسی اور دیگر ضروریات پوری کرتا۔ تو اب عورتوں کو بھی اپنی معاشی بقاء کے لیے میدانِ عمل میں آنا ناگزیر تھا، کیونکہ ان کے ہاں انفرادیت میں ہی ترقی مضمر تھی لہٰذا انسانی دونوں اصناف یعنی مرد وزن میں انفرادیت کا عنصر فروغ پانے لگا، لہٰذا خواتین کو بھی اپنی صلاحیتوں کو مردوں کے مساوی لانے کے سوا اور کوئی راستہ باقی نہیں رہا لہٰذا انہیں بھی معاشی اعتبار سے مردوں کے مساوی مواقع دینے کے لیے حقوقِ نسواں کی تحریکوں کا آغاز ہوا اور اس کی پہلی بیج (Mary Astell) (میری آسٹیل، 12 نومبر 1666 میں برطانیہ میں پیدا ہوئیں، حقوقِ نسواں کا تصور پیش کیا اور اس پر قلم اٹھایا، 11 مئی 1731 میں چیلسی، لندن، برطانیہ میں انتقال ہوا) نے ڈالی، (Mary Astell) نے 1694 تا 97 میں عورتوں اور مردوں کے لیے مساوی تعلیمی اداروں کا تصور پیش کیا۔ پھر انقلابِ فرانس کے دوران خواتین کی جمہوریت پسند جماعتوں نے بھی مساواتِ انسانی، آزادی اور برادرانہ نظریات کو خواتین تک بڑھانے کا مطالبہ کیا۔ شمالی امریکہ میں جب ریاستہائے متحدہ امریکہ کا آئین مرتب کیا جا رہا تھا تو (Abigail Adams) (جو 22 نومبر 1744 میں امریکہ میں پیدا ہوئیں، یہ امریکہ کے دوسرے صدر جان آڈمس کی زوجہ ہیں، انہیں دوسری خاتونِ اول بھی کہا جاتا ہے، موصوفہ اپنے خاوند کی قریبی مشیر تھیں، ان کا انتقال 28 اکتوبر 1818 میں ہوا) اور (Mercy Otis Warren) (جو 14 ستمبر 1728 میں ریاستہائے متحدہ

امریکہ میں پیدا ہوئیں امریکی انقلاب میں اہم کردار ادا کیا نیز سیاست کے میدان میں ان کی بہت سی تحریریں ہیں، 19 اکتوبر 1814 میں انتقال ہوا) نے آئین میں آزادیٔ نسواں کو شامل کرنے کے لیے پُرزور مطالبہ کیا۔ نیو یارک کے ایک قصبے (Senceca Falls) کے مقام پر 1848 میں حقوقِ نسواں کا پہلا کنونشن منعقد ہوا جس میں جاری کردہ اعلامیے کے مطابق قانونی، تعلیمی، تجارتی، روزگار ،اجرت ، معاوضہ اور ووٹ ڈالنے سمیت جملہ شعبہ جات کے لیے حقوق میں عورتوں کو مردوں کے مساوی حیثیت اور مواقع دیئے جائیں۔ مذکورہ اعلامیے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے متعدد تحریکیں چلائی گئیں۔ 1920 تک امریکہ میں خواتین کو حقِ رائے دہی سمیت تعلیم، تجارت، ذاتی املاک مختلف شعبوں میں متعدد حیثیتوں میں مردوں کے مساوی حقوق مل چکے تھے لیکن عورتوں کے تحفظ کے لیے وضع کیئے گئے قوانین کی رو سے انہیں ہفتہ وار کام کرنے کے لیے جو گھنٹے مقرر کیئے گئے تھے وہ مردوں کی نسبت کم تھے نیز بسا اوقات خواتین کو عدمِ تحفظ کے امکان کے پیشِ نظر نوکریوں خارج کر دیا جاتا تھا۔

دوسری جنگِ عظیم میں چونکہ مردوں کی ایک بڑی تعداد جنگ میں ماری گئی اور صنعتوں کو افرادی قوت کی شدید کمی لاحق ہوئی، جسے امریکہ اور یورپ کی خواتین کی ایک بڑی تعداد صنعتوں کو درکار افرادی قوت کی کمی کو پورا کرنے کے لیے گھروں سے باہر لایا گیا۔ 1946 میں اقوامِ متحدہ نے عورتون کی حیثیت سے متعلق ایک کمیشن قائم کیا تاکہ پوری دنیا میں عورتوں کو سیاسی، معاشی اور تعلیمی حقوق مردوں کے مساوی حاصل ہوں۔ عہدِ حاضر کے حقوقِ نسواں کے علمبردار تسلیم کرتے ہیں کہ مرد و زن میں بعض فطری فرق پائے جاتے ہیں لیکن وہ اس امر پر بھی کوشاں ہیں کہ یہ فطری فرق بھی مساوات کے لیے مخل نہ ہو اس سلسلے میں مختلف اصلاحی طریقوں پر غور وخوض کیا جارہا ہے۔ 30 جون 1966 میں واشنٹن ڈی، سی امریکہ میں (NOW, National Organization for Women) کے نام سے ایک ادارہ قائم ہوا جس نے وفاق کے تعاون سے بچوں کی دیکھ بھال کے مراکز، خواتین کے لیے یکساں تنخواہ، خواتین کی پیشہ ورانہ ترقی، تعلیم، سیاسی اثرورسوخ اور خواتین کے معاشی قوت کے لیے تمام قانونی اور معاشرتی رکاوٹوں کے خاتمے جیسی تبدیلیوں پر زور دیا۔ ان تحریکوں نے آگے بڑھ کر وہ تمام اسباب و وجوہات کا انسداد کیا جو ایک عورت کو اپنے معاشی یا معاشرتی ترقی سے روک سکتی تھیں۔ ([6])

اہل مغرب کے ہاں مرد وزن کے حقوق میں مساوات کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کے ہر ہر شعبے میں عورت وہ کام کرے جو مرد قانونی طور پر کر سکتا ہے، یا اُسے ان افعال کے کرنے کے مواقع دیئے جائیں جو مرد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں فطری و تخلیقی فرق سے پیدا ہونے والے عدمِ مساوات کے اسباب کو کم کرنے کے لیے تحقیق کی جارہی ہے کہ ایسا لائحہ عمل اپنایا جائے کہ جس سے زیادہ سے زیادہ مساوات کی راہ ہموار ہو سکے۔ ([7])

اسلام کا صنفی مساوات کا تصور

دین اسلام چونکہ الہامی دین ہے جس کے مطابق اس دین میں اصول و احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم ماضی، حال اور مستقبل کو محیط ہے لہٰذا جو احکامات نازل کیئے گئے وہ ماضی، حال اور مستقبل کے تمام مسائل کے حل اور ہر قسم کے مشکلات میں درست سمت رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ صنفی مساوات کے اسلامی نظریے کو سمجھنے کے لیے اولاً اس امر کو سمجھنا نہایت ہی

ضروری ہے کہ ایک معاملہ مساوات میں وہ افعال ہیں جو ان اصناف سے صادر ہوتے ہیں اور دوسری بات ان افعال کے بارے میں باز پُرس ہے۔ جہاں تک افعال اور ذمہ داریوں کا تعلق ہے تو اسلام نے فطری طور پر مرد و زن کے تخلیقی افتراق کی رعایت رکھی ہے کہ عورت چونکہ ہر ماہ ایامِ مخصوصہ کی تکلیف جھیلتی ہے جس میں درد کے ساتھ ساتھ ناپاکی کا خروج بھی عمل میں آتا ہے جو ناگہانی طور پر کسی بھی وقت آسکنے کے پیشِ نظر ہر وقت بار جانے جیسی ذمہ داری کی ادائیگی بآسانی انجام دینے سے قاصر ہے نیز فطری طور وہ اولاد جننے جیسے صفت سے متصف بھی ہے جس میں تقریباً نو مہینوں تک وہ تکلیف سہتی ہے، لہٰذا عورتوں کو ایسے افعال کا مکلّف بنایا گیا کہ جسے گھر ٹھہر کر وہ بآسانی ادا کر سکتی ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، ذکر اللہ اور گھر کے اشیاء کی حفاظت وغیرہ، اور ایک مثالی اسلامی معاشرے میں اکتساب کے لیے عورت کو مکلّف ہی نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ یہ ذمہ داری مردوں پر ڈال دی گئی اور اگر خاوند یا محارم مرد نہ ہو جو کفالت کر سکے تو حکومتِ اسلامی اس کی مالی ضروریات پوری کرنے کی مکلّف ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آخری الہامی کتاب قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ([8])-

''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں زیب و زینت کی نمائش کی جاتی تھی اس طرح اظہارِ زینت نہ کرو اور نماز پڑھتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔''

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ-([9])

''تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں مال و آبرو کی خبر داری کرتی ہیں''

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ-([10])

''اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمہ ہوگا''

اسلامی تعلیمات کی رو سے ایسے افعال جن کی ادائیگی میں مرد و عورت کا تخلیقی اعتبار سے کوئی فرق نہیں تو ایسے افعال دونوں میں یکساں رکھے گئے ہیں، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا-([11])

''جو لوگ اللہ کے آگے سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر

کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں کچھ شک نہیں کہ ان کے لیے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے مرد اور عورتوں کو جن افعال کا مکلّف بنایا گیا ہے ان کی ادائیگی کے بارے میں بازپُرس کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں دونوں میں سو فیصد مساوات ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا-([12])

''اور جس میز میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا مت کرو۔ مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے۔ اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور اللہ سے اس کا فضل و کرم مانگتے رہو کچھ شک نہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔''

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ([13])

''اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت جبکہ وہ صاحبِ ایمان بھی ہو گا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔''

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ-([14])

''جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مؤمن بھی ہو گا تو ہم اس کو دنیا میں پاک زندگی بسر کروائیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔''

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ-([15])

''جو برے کام کرے گا اس کو بدلہ بھی ویسا ہی ملے گا اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت جبکہ وہ صاحبِ ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے وہاں ان کو بے حساب رزق ملے گا۔''

فطری مساوات کا تقاضہ تو یہ تھا کہ گھریلو ذمہ داری عورت کی جبکہ اکتسابی اور بیرونی ذمہ داری مرد کو دی جائیں اور اسی پر اکتفاء کیا جائے۔ لیکن اسلام نے مردوں کو گھریلو اعتبار سے عورت کے ساتھ اچھے مراسم رکھنے اور خواتین کے تُند و تیز رویے کو صبر و تحمل کے ساتھ برداشت کرنے اور گھریلو امور میں بھی ان کے ساتھ تعاون کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی ترغیب دی گئی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔([16])

''اور ان کے ساتھ اچھی طرح سے رہو سہو۔ پھر اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت سی بھلائی پیدا کر دے۔''

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قالت کان یکون فی مھنۃ أھلہ تعني خدمۃ أھلہ فإذا حضرت الصلاۃ خرج إلی الصلاۃ۔([17])

''وہ (رسول اللہ ﷺ) اپنے گھر والوں والوں کی خدمت میں لگے ہوتے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا وہ چھوڑ کر چلے جاتے۔''(18)

صنفی مساوات کے دونوں نظریوں میں موازنہ

اسلام میں مرد و عورت کے حقوق میں مساوات کے نظریے کے مطابق جن افعال کے ادا کرنے میں فطری طور پر دونوں اصناف میں دشواری نہیں تو مرد وزن دونوں کو ان افعال کا مکلّف بنایا گیا اور جن افعال کے ادا کرنے میں فطری طور پر دونوں اصناف میں فرق ہے وہاں ان کے ذمہ داریوں میں بھی فرق رکھا گیا جبکہ دونوں اصناف اپنے مقرر کردہ افعال کے لیے برابر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسؤل ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ایک مرد کو صرف مرد ہونے کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کی عدم ادائیگی پر چھوڑ دیا جائے اور کسی عورت کو عورت ہونے کی وجہ سے سختی کی جائے، بلکہ دونوں کو اپنے اپنے ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بارے میں یکساں پوچھا جائے گا۔

جبکہ صنفی مساوات کے بین الاقوامی قوانین سے متعلق آئین میں اصلاحات کے لیے کئی برسوں سے مشاہدہ کرنے کے لیے ورلڈ بینک نے اس سال (2019ء) کی رپورٹ بعنوان (WOMEN, BUSINESS AND THE LAW 2019) جاری کی جس میں دنیا کے فقط چھ ممالک کے آئین کو سو فیصد صنفی مساوات کے مطابق قرار دیا ان ممالک کے نام یہ ہیں۔ (۱) بیلجیئم (۲) ڈینمارک (۳) فرانس (۴) لیٹویا (۵) لیگزم برگ (٦) سویڈن۔ ([19])

مذکورہ چھ ممالک کے قانون تو سو فیصد مرد و عورت کو جملہ امور میں مساوات فراہم کرتی ہیں لیکن ان ممالک میں عورتوں کو جنسی ہراساں کیئے جانے، تنخواہوں میں عدم مساوات، زچگی کے دوران نوکریوں سے اخراج، زنا بالجبر، مختلف شعبوں میں خواتین کو مردوں

کے نسبت کم نمائندگی دینے جیسے مسائل بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جبکہ بین الاقوامی خبر رساں ادارے CNN نے 2 مارچ 2019 کو اپنے ویب سائیٹ میں ورلڈ بینک کے اس سروے کے حوالے سے لکھا ہے کہ سروے میں اب بھی مرد و زن میں عملی اعتبار سے مساوات کا تخمینہ 2073ء بتایا گیا ہے۔([20]) مغرب میں عمومی صنفی اعتبار سے مساوات اختیار کرنے پر معاشرتی، معاشی اور اخلاقی اعتبار سے درپیش مشکلات میں سے چند بڑے مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

ملازمتوں میں مشکلات:

دوسری جنگِ عظیم کے بعد سرمایہ دارنہ نظام کے تحت عورتوں کو گھروں سے باہر نکل کر کمانے کی ترغیب دینے کے لیے حقوقِ نسواں کے عنوان سے تحریکیں چلائی گئیں جس کے نتیجے میں کمپنیوں کو سستی لیبر میسر آئی اور اس سے کمپنیوں نے فائدہ اٹھایا۔ اگرچہ خواتین کی طرف سے گزشتہ کئی برسوں سے اس امر پر آوازیں اُٹھائی جارہی ہیں لیکن ہنوز مرد و زن کے مساوی اُجرت کا معاملہ اگلے گئی دھائیوں تک بھی حل ہوتا دیکھائی نہیں دیتا جیسا کہ بین الاقوامی خبر رساں ادارہ گارجین نے 31 اگست، 2011ء میں اپنی رپورٹ بعنوان (Women executives could wait 98 years for equal pay) میں انکشاف کیا کہ،

"Women may have had equal voting rights since 1928, but they may have to wait another 98 years for parity in pay, research has found.([21])"

"تحقیق کے مطابق، خواتین کو 1928 سے ووٹ ڈالنے میں مساوی حق دیئے جاچکے ہیں، لیکن انہیں ابھی مزید 98 سال انتظار کرنا ہوگا مشاہروں میں مساوات کے لیے۔"

لیکن آنے والے چند برسوں بعد گارجین ہی نے 1 نومبر 2017ء میں بعنوان (Women will wait 217 years for pay gap to close) میں ورلڈ اکنامک فورم کے حوالے سے مذکور ہے۔

"it would take 217 years for disparities in the pay and employment opportunities of men and women to end.([22])"

"مردوں اور عورتوں کی تنخواہ اور ملازمت کے مواقع کے فرق کو ختم ہونے میں 217 سال لگیں گے۔"

اور دنیا کے ترقی یافتہ ملک امریکہ کے بارے میں بین الاقوامی خبر رساں ادارے (USA TODAY) کے مطابق

"WEF estimates that it will take the United States another 208 years to reach gender equality ([23])"

"(WEF: World Economic Forum) کا اندازہ ہے کہ صنفی مساوات کے حصول کے لیے امریکہ کو مزید 208 سال درکار ہیں۔"

ان تمام سروے رپورٹس سے یہ بات واضح ہے کہ مرد و عورت کے درمیان مغربی تصوّرِ مساوات کے قوانین سے مزید مشکلات بڑھ رہی ہیں اور یہ بات بدیہی ہے کہ اگر کسی بیماری کے علاج سے بیماری مزید بڑھ رہی ہو تو طریقہ علاج بدلنا ناگزیر ہے۔

جنسی بے راہ روی (خواتین کی اسمگلنگ):

مغرب میں جنسی تشدد، جنسی ہراساں اور زنا الجبر جیسے واقعات تقریباً ہر شعبے میں پائے جاتے ہیں، سرمایہ دارانہ نظام نے صنفی مساوات کی آڑ میں عورتوں کو گھروں سے باہر نکال کر میدان عمل میں لانے کا لاب تو الا پا لیکن اس عمل کے ردّ عمل سے پیدا شدہ بگاڑ اب کسی طور قابو نہیں ہو رہا۔ ایک طرف مردوں کو خاندانی ذمہ داریوں سے فارغ کر کے فقط کمانے کا آلہ بنایا گیا تو دوسری طرف اس کی استعدادِ کار بڑھانے کے لیے جسمانی تسکین کے حصول کے لیے بہت سی اخلاقی و مذہبی قیودات سے آزادی دی گئی۔ لہٰذا ہوس بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئی کہ گارجین کی 22 اگست 2007ء کی اشاعت میں بعنوان (Market forces) کے ذیلی عنوان یہ تھا۔

"Many men consider buying sex as just another form of shopping, but their attitude is fuelling the trafficking of women to work in the trade"

"بہت سے مرد جنسی ہوس کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی خریداری کو محض تجارت کی ایک قسم سمجھتے ہیں، لیکن ان کا یہ طریقہ اس تجارت کے لیے خواتین کی غیر قانونی خرید و فروخت اور درآمد کو تیزی سے بڑھا رہا ہے۔"

اسی آرٹیکل میں برطانیہ کے علاقے (Croydon) جو جنوبی لندن میں واقع ہے، میں جنسی ہوس کے لیے خواتین کی خریداری کے آسانی سے متعلق مذکور ہے۔

"Official figures estimate that some 4,000 women a year are trafficked into the UK to feed a growing sex industry facilitated by shrinking borders and changing attitudes towards buying sex.([24])"

"حکومتی اعداد و شمار سے یہ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال تقریباً چ4000 خواتین سکڑتی ہوئی سرحدوں اور سیکس کی تجارت کے حوالے سے متغیر رویوں سے حاصل ہونے والی سہولتوں کی وجہ سے بڑھتے ہوئے جنسی (سیکس) صنعتوں کی مانگ کو پورا کرنے کے لیے درآمد کی جا رہی ہیں۔"

امریکی جیلوں میں عورتوں سے بدسلوکی کی تفصیلات، اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کی کونسل کی خصوصی نمائندہ کی چشم کشا رپورٹ کئی صفحات پر محیط ہیں لیکن اس اقتباس سے مجموعی معاملے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

"جہاں تک جیلوں میں عورتوں کے ساتھ جنسی بدسلوکی کا تعلق ہے، تو 2008-2009ء کی ایک رپورٹ نشاندہی کرتی ہے کہ بارہ مہینوں کی مدت میں امریکی جیلوں میں 4.7 فیصد عورتوں کو اپنے مرد قیدی ساتھیوں اور 2.1 فیصد کو جیل کے عملے کے ارکان کے ہاتھوں مختلف نوعیت کی جنسی بدسلوکی، زیادتی، خوف و ہراس اور جنسی حملوں کا تجربہ ہوا۔ انسپکٹر جنرل کے دفتر سے جاری ہونے والی

2009ء کی ایک رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ جیل کے عملے کے مرد ارکان اکثر قیدی عورتوں کی جامہ تلاشی کے دوران جنسی چھیڑ چھاڑ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ عملے کے یہ ارکان اپنے اختیارات اور طاقت کے بل پر قیدی عورتوں کو زبردستی جنسی تعلق پر مجبور کرتے ہیں۔"

"قیدی عورتوں کے جیل کے ساتھیوں سے انٹرویوز سے پتہ چلا کہ قیدی عورتیں بعض اوقات ٹیلیفون تک رسائی، کھانے پینے کی اشیاء، صابن اور شیمپو جیسی چیزوں کے حصول کے لیے جنسی زیادتی قبول کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں اُن میں سے بہت سی پوری زندگی کے لیے ذہنی انتشار، بے چینی اور ڈپریشن جیسے نفسیاتی امراض میں مبتلاء ہو جاتی ہیں، حتیٰ کہ ان تلخ اور ذلت آمیز واقعات کو بھلانہ پانے کی بناپر اُن میں سے بہت سی عورتیں خودکشی تک کر گزرتی ہیں۔"([25])

خاندانی نظام کی تباہی اور آبادی میں خطرناک حد تک کمی:

عورت کو کسبِ معاش کے لیے باہر لانے کے لیے اسے اس کی فطری ذمہ داریوں سے ہٹایا گیا اور عورت کو گھر میں رہ کر خدمات مثلاً گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تعلیم و تربیت وغیرہ جیسے امور کے ادائیگی کو اس کے شانِ اقدس کے منافی بتلایا گیا اور ان افعال کے انجام دہی کو جہالت، تنگ نظری اور رجعت پسندی سے تعبیر کیا گیا تو اس کا لازم نتیجہ یہ نکلا کہ خاندانی نظام مفلوج ہو کر رہ گیا اب عورت ان گھریلو خدمات کی ادائیگی کو جہالت اور حاملہ ہونے اور بچوں کے معاملے کو اپنے لیے اضافی بوجھ سمجھنے لگی۔ بین الاقوامی معلومات برائے آبادی ومعاشی سطح کے لیے (Worldometers) نامی ویب سائیٹ پر دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق یورپ کی آبادی میں شرح نمو پچھلے کئی سالوں سے کمی کا شکار ہے۔([26]) جس سے کئی یورپی ممالک نے دیگر ممالک سے افرادی قوت حاصل کرنے کے لیے اپنے ایمیگریشن قوانین میں نرمی کی ہے تاکہ ملکی نظام احسن طریق پر چلانے کے لیے افرادی کمی کو پورا کی اجاسکے۔([27])

مغربی اور اسلامی نظریہ صنفی مساوات کے موازنے کو مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں بطور اختصار درج ذیل جدول کی صورت بیان کیا جاسکتا ہے۔

A Comparison of Islamic and Western Principles of gender equality

صنفی مساوات کا مغربی نظریہ	اسلامی نظریہ برائے صنفی مساوات
معاشرے میں عورت کے انسانی حقوق کی عدم دستیابی پر رد عمل کے طور پر صنفی مساوات کی تحریکوں سے ارتقائی مراحل کے بعد تشکیل پایا۔	دراصل خالقِ کائنات نے تمام مردوں اور عورتوں کے دنیوی اور اخروی کامیابی کے لیے انہیں ان کے انسانی فطری تخلیقی تقاضوں کے مطابق حقوق عطا کیئے۔
عورت کی کفالت (رہائش، خودونوش، لباس) مرد کی ذمہ داری نہیں۔	عورت کی (رہائش، خودونوش، لباس) کفالت مرد کی ذمہ داری ہے۔
مرد اور عورت دونوں اکتساب کے ذمہ دار ہیں۔	عورت کسی بھی صورت میں اکتساب کی ذمہ داری نہیں، مرد یعنی والد، شوہر، بیٹا، بھائی، چچا، ماموں عورت کے کفالت کے ذمہ دار ہیں اگر کوئی نہ ہو تو حکومتِ اسلامی کفالت کی ذمہ دار ہے۔
مرد اور عورت پر گھریلو کام کاج کی ذمہ داری نہیں۔	عورت گھریلو کام کاج کی ذمہ دار ہے نیز خاوند کا فارغ اوقات میں اس کی مدد کرنا امرِ مستحسن ہے۔
عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کی پابند نہیں اور نا ہی خاوند زوجہ کی بات ماننے کا پابند ہے۔	عورت پر اپنے خاوند کی اطاعت لازم ہے نیز خاوند کو حکم ہے کہ اس کے ساتھ حسنِ معاشرت اپنائے اور عورت کے ساتھ محبت اور درگزری کا رویہ اپنائے۔
عورت کسی ملک یا شہر سفر کرنے یا گھر سے باہر جانے یا کسی بھی اجنبی مرد سے تعلق رکھنے کے لیے اپنے شوہر سے اجازت لینے کی پابند نہیں۔	عورت کے لیے لازم ہے کہ سفر یا گھر سے باہر جانے کے لیے اپنے خاوند سے اجازت لے، نیز کسی غیر محرم مرد سے خاوند کی اجازت سے صرف جائز افعال کی حد تک تعلق رکھ سکتی ہے۔
اس نظریہ پر عمل سے خاندانی نظام مجروح ہوا اور آبادی میں خطرناک حد تک کمی واقع ہوئی۔	اس نظریے کی رو سے خاندانی نظام مستحکم ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ افرادی قوت کے حصول کی صورت میں ظاہر ہے۔
عورت کی بے حد آزادی نے فحاشی کو فروغ دیا جس سے عورت کی بے قدری ہوئی جو جنسی جرائم کی طویل فہرستوں سے ظاہر ہے۔	عورت کی محدود آزادی نے فحاشی، عصمت دری کا انسداد کیا نیز عورت کے مقام و مرتبے کو بیٹی بہن، ماں اور بیوی جیسے رشتوں نے تقویت بخشی۔

سفارشات:

مذکورہ بالا بیان سے یہ امر اظہر من الشمن واضح ہے کہ مرد وزن میں فطری فرق ان کے ذمہ داریوں میں فرق کا تقاضہ کرتی ہے جس سے نظامِ زندگی بہتر طرز پر چل سکتی ہے جو ماضی کے تہذیبوں کے مطالعے سے مأخوذ ہے کہ جس تہذیب میں مرد اور عورت میں پائے گئے فطری تبدیلی کی بناء پر معاشرتی قوانین وضع نہیں کیئے گئے، وہ تہذیبیں دم تھوڑ گئیں۔ اور جہاں اس فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دونوں اصناف کے علیحدہ علیحدہ ذمہ داریاں (جو ان کے فطری تقاضوں کے موافق ہوں) عائد کی گئیں تو وہ قومیں سربلند رہیں۔ اسلام نے اپنے عادلانہ اور منصفانہ قوانین میں عورتوں کو گھریلوں ذمہ داریاں سونپی ہیں کہ گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی تعلیم وتربیت اور خاوند کی خدمت کرے تاکہ خاوند باہر اکتسابی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہو کر ان خواتین کی ضروریات پوری کر سکیں، یوں ایک خاندانی نظام بھی فروغ پاتا رہتا ہے، افرادی قوت بھی کثرت حاصل ہوتی ہے نیز عورت کے گھر ٹھہرے رہنے سے جنسی جرائم میں بھی بڑی حد تک کمی واقع ہوتی ہے۔ اگر دنیا بھر میں صنفی اعتبار سے اسلامی اصولوں کے مطابق قوانین مرتب کرکے ان پر عمل کیا جائے، تو دنیا کی اقتصادی ، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے ترقی ناگزیر ہے اور اس کا عملی نمونہ اسلام کے سنہرے زمانے میں ہوا کہ جب سائنس و ٹیکنالوجی اور تمدنی و تہذیبی میدان میں اعلیٰ اخلاقی اقدار نے مسلمانوں کو دنیا بھر کے لیے رہنما اور مسیحا بنایا۔ آج بھی اگر اسلامی نظریے کے مطابق مرد وزن کی ذمہ داریوں کو ان کے فطری تقاضوں کے مطابق رکھتے ہوئے دستور سازی کی جائے تو دنیا کے غیر اسلامی ممالک باوجود غیر مسلم ہونے کے دنیاوی بہت سی مشکلات سے نجات پا سکتے ہیں۔ عملی طور پر مذکورہ مثبت نتائج کے لیے یہ امر بھی ناگزیر ہے کہ مرد و زن کے تعلیمی نصاب میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ دونوں اصناف کو ان کی ذمہ داریوں کے موافق بنیادی تعلیم دی جائے جس سے بعد از بلوغت انہیں اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں آسانی ہو۔

حواشی وحوالہ جات

[1] The New Fowler's, Modern English Usage, R.W Burchfield, Oxford, New York, USA,2000,P#325

[2] The New Fowler's, Modern English Usage,P#257

[3] Rosenfeld, R. A., & Kalleberg, A. L. (1991). Gender inequality in the labor market. A cross-national *Act a Sociological* perspective., *34*, P# 207–225

[4] https://www.includegender.org/facts/gender-equality/

[5] مولانا وحید الدین خاں، خاتونِ اسلام، دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹریبیوٹرز، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص۔۵۹

[6] Gender mainstreaming: Productive tensions in theory and practice, Sylvia Walby, University of Leeds,2004, P#7

[7] ABC of women workers' rights and gender equality, 2nd edition, International labour office Geneva,2007,P#12

[8] قرآن:۳۳:۳۳

[9] قرآن:۳۴:۴

[10] قرآن:۲۴۳:۲

[11] قرآن:۳۵:۳

[12] قرآن:۳۲:۴

[13] قرآن:۱۲۴:۴

[14] قرآن:۹۷:۱۶

[15] قرآن:۴۰:۴۰

[16] قرآن:۱۹:۴

[17] بخاری، **محمد بن إسماعيل أبو عبدالله،الجعفي،الجامع الصحيح المختصر،دار ابن كثير ،اليمامة – بيروت،الطبعة الثالثة: ۱۴۰۷ھ:كتاب:الجماعة ص الامامة,باب من كان فی حاجة اهله فأقيمت الصلاة فخرج:رقم الحديث،۶۴۴::۱/۲۳۹**

[18] **http://www.darululoom-deoband.com/urdu/magazine/new/tmp/03-Sinf%20Nazuk%20Ke%20Sath_MDU_05_May_15.htm**

[19] WOMEN, BUSINESS AND THE LAW 2019, A DECADE OF REFORM, World Bank, International Bank for Reconstruction and Development/The World Bank 1818 H Street NW, Washington DC 20433. P#9

[20] https://edition.cnn.com/2019/03/02/europe/world-bank-gender-equality-report-intl/index.html

[21] https://www.theguardian.com/society/2011/aug/31/cmi-equal-pay-report

[22] https://www.theguardian.com/society/2017/nov/01/gender-pay-gap-217-years-to-close-world-economic-forum

[23] https://www.usatoday.com/story/opinion/2019/06/21/equality-for-women-cant-wait-208-years-melinda-gates-column/1511613001/

[24] https://www.theguardian.com/society/2007/aug/22/guardiansocietysupplement.crimel

[25] http://magazine.mohaddis.com/shumara/229-june-2013/2566-maghrib-khawateen-halt-zar

[26] https://www.worldometers.info/world-population/europe-population/

[27] https://qz.com/1325640/the-european-countries-that-desperately-need-migrants-to-avoid-demographic-decline-and-those-that-dont/